OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
ISSN (Online): 2791-0067
https://aisbbu.com/index.php/ai

پاکستان کے مروجہ عدالتی نظام میں تاخیر انصاف کے اسباب: ایک تحقیقی اور تنقیدی جائزہ

Causes of delay of justice in the current judiciary system of Pakistan: A Critical Analysis.

Rafi Ullah
Ph.D Scholar Qurtaba University Peshawar.

Dr. Muqaddas Ullah
Assistant Professor, Qurtaba University, Peshawar.

Abstract

Justice is an ultimate end of any law which fully reflects in speedy dispensing of the disputed. It is a common proverb, "delay defeat equity", i.e. justice. Speedy justice is the basic norm of the Islamic judicial system that was highly observed in the Period of The Prophet (SAWS) and his followers. In the later period, when the judicial system failed to provide speedy justice, consequently public trust was lost and as a result other systems took over it and filled the gap.

In this regard, this paper attempts to critically evaluate and analyze the subject matter cited above and tries to find out and highlight the causes of delay of justice and suggest the possible solutions to address and solve the issue.

Keywords: *Speedy justice, causes of delay in justice, solutions to avoid delay in adjudication of disputes.*

پاکستان کے مروجہ عدالتی نظام میں تاخیر انصاف کے اسباب: ایک تحقیقی اور تنقیدی جائزہ

تمہید: کائنات میں پیدائش آدم علیہ السلام کے ساتھ ہی خصومات اور قتل مقاتلے کی خدشات کی موجودگی کی وجہ سے فرشتوں نے خالق کائنات سے التجاء کی تھی کہ: اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء۔[1]

مفسرین کہتے ہیں کہ فرشتوں کو کیسے علم ہوا کہ انسان دنیا میں دنگا وفساد کرے گا؟ تو جواب میں لکھتے ہیں کہ ان کو یہ خدشہ لفظ "خلیفة" سے ہوا۔[2] کہ اس لفظ کا ایک مطلب لوگوں کے درمیان فیصلے کرنا بھی ہے، کیونکہ نائب انہی مقاصد کیلئے بنایا جاتا ہے۔ خدشے بجا مگر مشیت ایزدی تھی جو مکمل ہونی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور پھر ان کو مستقر، یعنی دنیا میں بھیجنے کے اسباب بھی بناڈالے۔

CC BY

دنیا میں بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انسان کیلئے اسباب زندگی اور سہولیات وانعامات بھی پیدا فرمائے، مگر اس کو کسی قاعدے اور قانون کے مطابق زندگی گزارنے کیلئے دستور اور ضابطہ اخلاق بھی بنا کر بھیجا۔[3] اور آج وہ ضابطہ اور قانون کی شکل میں ہمارے ساتھ موجود ہے۔[4] یہی ضابطہ حیات انسانوں کے تمام معاملات کا فوری اور مبنی بر انصاف حل پیش کرتا ہے۔ چونکہ وہ ایک قانون ہے اس لئے اس کو نافذ کرنا ایک انسان کے حوالے ہے، اور اگر انسان اس کو نافذ کرنے میں مخلص ہو تو اس کو دنیا میں بھی عزت ملتی ہے اور آخرت میں بھی اعلیٰ مقام حاصل ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ان المقسطین عند الله علی منابر من نور۔[5]

ایک اور حدیث میں نبی کریم ﷺ نے قاضیوں کے تین گروہوں کا ذکر فرمایا کہ قاضی تین قسم کے ہیں: دو گروہ جہنم میں اور ایک گروہ جنت میں ہوگا۔ ایک وہ ہے جس نے ناحق فیصلہ کیا جانتے بوجھتے ہوئے تو وہ جہنمی ہے۔ اور ایک وہ ہے جو لوگوں کے حقوق نہیں جانتا ہو اور ان کو ضائع کرے، تو وہ بھی جہنمی ہے۔ اور ایک وہ ہے جو حق فیصلے کرتا ہے تو وہ جنتی ہے۔[6]

احادیث نبوی ﷺ کے مطالعے سے یہ بات بآسانی معلوم ہوتی ہے کہ زمین پر اللہ کے حدود کے نفاذ سے بہت سی برکات نازل ہوتی ہیں۔ سنن ابن ماجہ میں عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

" اقامۃ حد من حدود الله خیر من مطر اربعین لیلۃ": حدود اللہ میں سے کسی ایک حد کو نافذ کرنا اللہ کی زمین میں چالیس دن کی بارش سے زیادہ بہتر ہے۔[7]

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ دنیا میں ان برکات کا نزول ہو چکا ہے، اور جب دنیا میں عدل وانصاف کا نظام رائج تھا تو ہر طرف خوشحالی اور فراوانی تھی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ اگر انصاف کیلئے مشہور تھا تو وہاں تاریخ اس بات کی بھی گواہی دیتی ہے کہ اس زمانے میں مال ودولت اس قدر موجود تھا کہ شہروں اور دیہاتوں میں زکوٰۃ کا مال لینے والا بھی کوئی موجود نہیں تھا۔ اور آج کل ہمارے ملک کی دگرگوں حالات اس بات کی غماز ہے کہ یہاں انصاف موجود نہیں ہے، تبھی تو یہاں کی حالت اس حد تک پہنچی ہوئی ہے۔

پاکستان میں ناپیدی انصاف کے اسباب: عدالتی نظام کسی بھی معاشرے کی عکاس ہوتی ہے۔ جہاں انصاف ملتا ہو تو معاشرے پر اس کے اثرات واضح دکھائی دیتے ہیں۔ بدقسمتی سے پاکستان میں انصاف انتہائی ناپید اور تاخیر کا شکار رہتا ہے۔ اس ناپیدی اور تاخیر کے اسباب بھی بہت زیادہ ہیں۔ ذیل میں ان اسباب کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

۱: قانونی سقم: اگرچہ پاکستان کلمہ لاالہ الااللہ کے تحت آزاد ہوا تھا، اور یہاں کے آئینی دفعات بھی بظاہر اسلام کی عکاسی کرتے ہیں۔ مگر یہاں کا عدالتی نظام مختلف اقسام کے آئینی سقم کا شکار ہے۔ ان میں سب سے پہلے انگریزوں کا چھوڑ دیا

گیا پر سودہ نظام ہے۔ یہاں کے عدالتوں میں ججز کے سامنے جو آئینی کتابیں، حدود و تعزیرات ہیں وہ پرانی انگریزی دفعات ہیں، جو برصغیر پاک وہند پر قبضے کے وقت سے یہاں کے عدالتوں میں رائج چلے آرہے ہیں۔ اور وکیل صاحب جج کے سامنے انہی کی نظائر پیش کر کے فیصلے لکھوانے کی جستجو کرتے ہیں۔

اسی طرح اسلامی قانون، حدود، نکاح، طلاق، مالیات، اور زجر و تعزیر سمیت دیگر احکامات کو بالائے طاق رکھ کر مسلم معاشرے میں اس کے برخلاف فیصلے کس طرح کلمہ گو کیلئے قابل قبول ہونگے۔

ایک اور قانونی سقم علاقائی اور ملکی روایات کے خلاف فیصلے اور قانون بھی تاخیر انصاف اور اپیل در اپیل کا سبب بن رہے ہیں۔ یہ نظارہ عائلی قوانین میں بالخصوص محسوس کیا جاسکتا ہے، جہاں خلع وطلاق اور نکاح در نکاح کے کیسز کے ایسے عجیب وغریب فیصلے صادر ہوتے ہیں جو نہ شریعت کے مطابق ہوتے ہیں اور نہ علاقائی روایات پر پورا اترتی ہیں۔

۲: **غلو اور غیر حقیقی مواد پر مبنی دعوی اور جواب دعوی:** جج اور قاضی کے سامنے اور اس کیلئے فیصلے کی اہم مواد دعوی اور جواب دعوی ہوتے ہیں۔ بالعموم ہمارے ملک میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ یہاں فریقین اس میں انتہائی غلو اور جھوٹ سے کام لیتے ہیں۔ دعوی کرتے وقت مدعی وکیل کی مدد سے ایسا دعوی تیار کرتا ہے جو سراسر جھوٹ پر مبنی ہوتا ہے۔ اور کئی صفحات بھر کر جج کو چکرانے کی کوشش کرتا ہے۔ اب یہ ہوتا ہے کہ مدعی اس جھوٹ اور غلو پر مبنی دعوی کو ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگادیتا ہے، اور جھوٹ در جھوٹ کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ جبکہ مدعاعلیہ اس کو جھوٹ ثابت کرنے کیلئے آستین چڑھالیتا ہے اور یوں چند ساعتوں کی مار عدالتی معاملہ سالہا سال جج سمیت فریقین کی قیمتی زندگی ضائع کردیتا ہے۔

۳: **وکیل:** وکالت کا شعبہ ایک مقدس شعبہ ہے اور عدالتی مقدمات میں وکیل کا تصور صرف مغربی نہیں، بلکہ اسلام میں بھی موجود ہے۔ ائمہ اربعہ نے بھی اپنی کتب میں عدالتی خصومات میں وکالت کی باقاعدہ اجازت دی ہے۔[8] اگر مدعی اور مدعاعلیہ اپنا مقدمہ خود قاضی کے سامنے پیش کرنے اور ثابت کرنے میں مہارت نہیں رکھتے تو وکیل کی وساطت سے اپنا معاملہ پیش کرسکتے ہیں۔ آج کل کے عدالتی نظام میں وکیل عدالت کا ایک جزء لاینفک بن گیا ہے، اور ہر طرف وکلاء کی بھرمار ہے۔ یہ معاشرے میں ایک منافع بخش روزگار بن گیا ہے۔ جبکہ عدالتی کیسوں کے مشاہدے سے یہ بات بآسانی معلوم ہوجاتی ہے کہ فیصلوں کی تاخیر میں وکیل ایک اہم عنصر ہے۔

وکیل کے تاخیری حربے جو اکثر مخالف کو زچ کرنے اور اس کو ذہنی پریشانی میں مبتلا کرنے کیلئے کی جاتی ہے، عام مشاہدے کی بات ہے۔ اپنی چرب زبانی کے بل بوتے پر جج سے تاریخ در تاریخ لینا اس کے بائیں ہاتھ کا کام ہوتا ہے۔ یوں وہ مخالف کو بھی تنگ کرتا رہتا ہے اور ساتھ ہی اس کیلئے فیسوں کی مد میں آمدن کا ایک بڑا ذریعہ بن جاتا ہے اور موکل سے بہت زیادہ رقم وصول کرتا ہے۔

فیصلوں کی تاخیر میں وکیل یوں بھی ذمہ دار ٹھہرتا ہے کہ چند بڑے وکلاء بہت سے کیسوں میں وکیل بن جاتے ہیں

اور روزانہ کی بنیاد پر ایک وکیل کئی جگہوں پر کیسز میں پیش ہوتا ہے جو اس کے بس میں نہیں ہوتا۔اس بناء پر وہ اگلی پیشی کا کہہ کر تاریخ لے لیتا ہے۔اسی طرح یہ معاملہ تاخیر کا شکار ہو جاتا ہے۔وکیل کا غیر پیشہ وارانہ رویہ بھی انصاف کی تاخیر اور انصاف کی راہ میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔ خصوصا ایسے حالات میں جب وہ مخالف کا ہمنوا بن جاتا ہے۔یہ تاثر تو سرکاری کیسز میں ہوتا ہی ہے۔سرکار کے مدمقابل بندے کیلئے نرمی یا حمایت کی جاتی ہے۔ مگر عام کیسز میں بھی کبھی کبھار موکل اپنے وکیل پر اعتماد نہیں کر سکتا،اور وکیل کی معمولی شعوری لغزش موکل کو بہت زیادہ نقصان پہنچا دیتا ہے۔

۴:انصاف کی فراہمی جج کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔اگر وہ کسی کو انصاف نہیں دلا سکتا اور اس کے کیس کو جلدی نہیں نمٹا سکتا تو یہ اس کی اخروی زندگی کیلئے تباہی بن جاتی ہے۔اس لئے اس منصب کے بہت سارے تقاضوں کے ساتھ ساتھ حق کی فیصلوں کی سعی جج کی اولین ترجیح ہونی چاہیے۔اور اس مقصد کے حصول میں کسی بھی قسم کے رکاوٹ کو حائل نہیں ہونے دینا چاہیے۔ مگر یہاں مشاہدہ یہ ہے کہ بہت سارے وجوہات کی بنیاد پر جج تاخیر انصاف کا سبب بن جاتا ہے۔

کبھی کبھار کوئی قانونی پیچیدگی ایسی آجاتی ہے کہ ایک فریق کوئی معمولی قانونی نکتہ لے آتا ہے اور جج کی مجبوری ہوتی ہے کہ وہ اس لائن کو کراس نہیں کر سکتا، اگرچہ وہ نکتہ یا نظیر امریکی یا ہندوستانی عدالتی فیصلے کا ہو۔جب وہ نکتہ سامنے آجاتا ہے تو جج وہیں رک جاتا ہے اور وہ فیصلہ نہیں کر پاتا۔جج یہ سمجھ چکا ہوتا ہے کہ مذکورہ فریق حق پر نہیں ہے، مگر وہ فیصلہ سامنے رکھے ہوئے کاغذ پر کرتا ہے اور وہ کاغذ اس کیلئے مستقبل میں بہت سی مشکلات کھڑی کر دیتا ہے۔اس لئے اپنا پیشہ وارانہ مستقبل بچانا اس کا مقصد ہوتا ہے اور وہ مشکلات سے خود کو بچاتے ہوئے مجبوراً معمولی نکتے کو بہت بڑا دلیل سمجھ کر فیصلہ کر جاتا ہے،اور کسی حقدار کو انصاف سے روک لیتا ہے۔

یہ بات اگر شرعی حدود میں ہو تو ایک شرعی قاعدہ تو موجود ہے، جیسا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے حدود کو دور کرو۔[9] اگر اس کیلئے کوئی راستہ ہو تو اس کا راستہ چھوڑ دو۔امام کا غلطی سے معاف کر دینا غلطی سے سزا دینے سے بہتر ہے۔

مگر دیگر دیوانی کیسز کو ایسی غیر معقول بات پر رد کرنا جہاں ایک فریق کو شدید متاثر کر دیتا ہے وہیں قبضہ مافیا کو بہت حوصلہ دیتا ہے،اور ایسے کاموں کے ماہر لوگ معاشرے میں کئی لوگوں کے حقوق کھاتے چلے آرہے ہیں۔اور وہ ایسے کاموں کیلئے سادہ لوح انسانوں کو ٹارگٹ بنا کر رکھتے ہیں۔

ججز کی کمی عدالتوں میں تاخیر انصاف کا دوسرا بڑا سبب ہے۔ایک ہی جج کے سامنے روزانہ دسیوں کیسز کی فائلیں رکھی جاتی ہیں، جن میں سے چند ایک کو نمٹا کر باقی کیلئے اگلی پیشی کی تاریخ رکھی جاتی ہے۔ نیز ججز کی پیشہ وارانہ امور کی طرف عدم توجہ بھی انصاف کی تاخیر کا سبب بن جاتا ہے۔ لہذا اپنے پیشے سے انصاف جج کے مد نظر ہونا چاہیے۔ کبھی کبھار جج بیک جنبش قلم کسی کو اپنے حق سے محروم کر دیتا ہے،اور یوں اس کی زندگی کی تمام سعی وجدوجہد دریا برد ہو جاتی ہے۔

۵: **پولیس:** عدالتی فیصلوں کا اصل محرک کسی تھانے کا بنایا ہوا رپورٹ ہوتا ہے، اور یہ ایک ایسا ثبوت ہوتا ہے جو کسی بھی کیس میں حق کو ناحق میں بدلنے کا باعث بن جاتا ہے۔ اکثر و بیشتر جج صاحب محسوس کرتے ہوئے بھی تھانے کی رپورٹ پر فیصلہ کرتے ہوئے پولیس کی سرزنش کرتا ہے اور انہی کو ملامت کرتا ہے۔ اس لئے غیر معیاری ایف آئی آر بھی مظلوم کو ڈبو دیتا ہے۔ نیز یہ بات بھی عام ہے اور ملکی و بین الاقوامی ادارے اس کا اظہار بھی کرتے ہیں کہ پولیس تھانے ظالموں کی محفوظ پناہ گاہیں ہوتی ہیں اور وہاں ان کو عزت دی جاتی ہے۔ اور مظلوم کو اپنی مرضی کا ایف آئی آر درج کرانے کیلئے کئی کئی دن خوار ہونا پڑتا ہے۔ حالانکہ مظلوم کی حمایت نہ کرنا حدیث کی رو سے بڑا ظلم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو ظالم کے ساتھ چلا اور اس کو یہ معلوم ہو کہ یہ ظالم ہے تو ایسا شخص اسلام سے نکل گیا۔[10]

پولیس تھانے رشوت لینے کیلئے بھی مشہور ہیں۔ فریقین میں جس کا پلڑا بھاری ہوتا ہے تو کیس اس کی مرضی کا ہوگا، اس لئے اس کلچر کا خاتمہ ہر حال میں ضروری ہے۔ ہر کیس میں پولیس بطور گواہ جج کے سامنے پیش ہوگا، اور جب یہ سلسلہ چل پڑے تو ہر ایک عدالت میں حاضری دے کر شہادت دے گا۔ اس سے تنگ ہو کر وہ شہادت سے اعراض اور کنارہ کشی اختیار کر لیتا ہے۔ نیز عدالتوں میں شہادت کیلئے پیش ہونے کیلئے آنا جانا اکثر ان کے اپنے خرچ سے ہوتا ہے۔ اس لئے پولیس ایف آئی آر تیار کرتے وقت آئندہ کی مشکلات سے بچنے کیلئے راہ فرار اختیار کر لیتا ہے۔

٦: **سفارش اور رشوت ستانی:** عدالتی پراسس میں کئی ایک مراحل ہوتے ہیں جو عدالت میں جانے سے پہلے پہلے طے کرنے ہوتے ہیں۔ اس کے بعد عدالتی مرحلہ آتا ہے۔ ان تمام مراحل میں رشوت ستانی حصول انصاف کو معدوم کر دیتی ہے۔ تھانہ اور حلقہ پٹوار سے گزر نا رشوت کے بغیر ناممکن ہوتا ہے۔ اکثر جج بھی اس معاملے میں پیچھے نہیں ہوتے اور وہ بھی مٹھی گرم ہونے کے بعد فیصلے کرتے ہیں۔ حالانکہ حدیث میں اس پر سخت وعید آئی ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: من شر الناس منزلۃ عنداللہ یوم القیامۃ عبد ذھب آخرتہ بدنیا غیرہ۔[11] یہی وجہ ہے کہ بین الاقوامی درجہ بندی میں پاکستانی عدلیہ بہت پیچھے ہے، اور فراہمی انصاف میں اس کی درجہ بندی سب سے پیچھے ہے۔

۷: **تنفیذ فیصلہ میں مشکلات:** اگر کوئی آدمی مندرجہ بالا تمام مراحل سے گزر بھی جائے تو فیصلے کی تنفیذ جوئے شیر لانے کے مترادف ہوتا ہے۔ مخالف سمیت حکومتی ادارے (انتظامیہ) یہ کام انجام دینے میں لیت و لعل سے کام لیتے ہیں، اور قبضہ سمیت بہت سارے امور میں جیتا ہوا فریق ہارا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ اور اسی طرح جو انصاف ملا ہوتا ہے وہ کالعدم تصور ہوتا ہے۔ اور اکثر و بیشتر ایسے مقام پر مخالف فریق کے ساتھ صلح کر کے کچھ لو اور کچھ دو پر کام بن جاتا ہے۔ حالانکہ تاریخ اسلامی میں ایسے بے شمار واقعات موجود ہیں کہ امیر المومنین گورنروں پر بھی حدود و تعزیرات نافذ کرتے تھے۔[12]

تجاویز:

ناپیدی انصاف کی اس صورتحال کو تبدیل کرنے کیلئے اگر درج ذیل طریقے استعمال کیے جائیں تو عوام کو بآسانی انصاف کی فراہمی ممکن ہو سکتی ہیں:

۱: **شرعی قوانین کی طرف رجوع:** اللہ تعالیٰ اس عظیم کائنات کا خالق ومالک، مدبر اور چلانے والا ہے۔ اسی طرح اس کائنات کو ایک جامع قانون بھی عطا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زندگی کے ہر شعبے میں ہدایت وراہنمائی کیلئے انبیاء کو سلسلہ وار مبعوث فرمایا، اور آسمانی کتب وصحائف دے کر انسانوں کیلئے راہ ہدایت اور قوانین زندگی بھیجیں، اور پھر فرمایا کہ فیصلہ اور امر صرف اسی کی مانی جائے گی۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے: الا لہ الخلق والامر[13]۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے: ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الکافرون[14]۔

اس لئے مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں اپنا عدالتی نظام قرآن وسنت کے مطابق بنانا چاہیے تاکہ لوگوں کو انصاف کی فراہمی یقینی بنائی جاسکے۔

۲: **اللہ کا خوف:** اللہ کا خوف اور قیامت کی پیشی دو ایسے امور ہیں جو انسان کو راہ راست پر لا کر دوسروں کو ان کا حق دلانے کا موجب بن سکتی ہیں۔ اللہ کا خوف انسان کو دانا بناتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے: راس الحکمۃ مخافۃ اللہ[15]۔

انسان جس مقام ومنصب پر ہو ہر حال میں اللہ کا خوف سامنے رکھنا چاہیے، کیونکہ ایک نہ ایک دن اللہ کے سامنے پیش ہو کر حساب کتاب چکانا ہوگا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: اتق اللہ حیثما کنت[16]۔

اس لئے جج صاحبان کو خوف الٰہی کا پاس رکھ کر لوگوں کے فیصلے کرنے چاہیے۔

۳: **ریکارڈ کے ساتھ محسوسات کو ترجیح دینا:** ججز کے فیصلوں کا دارومدار فراہم کردہ اور پیش کردہ ریکارڈ پر ہوتا ہے، اور وہ مجبور ہو کر انہی کے مطابق فیصلے کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ مختلف قرائن سے معلوم کرتا ہے کہ حقیقت دوسری طرف ہے۔ اس لئے جج صاحبان کو اپنی محسوسات پر بھی فیصلے کرنے چاہیے جن کی مثالیں زمانہ عدل میں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ اسی طرح قرائن کو اگر شہادت کے ساتھ ملا دیے جائیں تو انصاف کا فیصلہ معلوم کرنا مشکل نہیں ہوگا۔ لہٰذا دیگر قرائن کو عدالتی فیصلوں میں عمل دخل دیا جانا چاہیے۔

۴: **جھوٹی شہادت دینے والوں کیلئے تعذیر:** عام مشاہدے کی بات ہے کہ عدالتوں میں ایک ہی قسم کے لوگ کئی کیسز میں گواہی دیتے ہیں۔ ایسے لوگ ان تمام مرحلوں سے واقف ہوتے ہیں اور بآسانی جرح سے گزر جاتے ہیں۔ وہ باقاعدہ اس کام کے پیسے لیتے ہیں۔ حالانکہ شریعت کی رو سے یہ ایک عظیم جرم اور اکبر الکبایر میں شامل ہے نبی علیہ السلام نے اس کی قباحت بیان کرتے ہوئے کہا الا وشہادۃ الزور[17]۔ اس لئے جج صاحبان کو ایسے پیشہ ور لوگوں پر نظر رکھنا چاہیے، اور ان کو ایسے

عمل سے دستبردار کرا کے ان کیلئے جھوٹی شہادت دینے پر تعزیر مقرر کر دینا چاہیے۔

۵: **پیشہ ور مقدمہ بازوں کی حوصلہ شکنی**: عام طور پر دیکھا جا رہا ہے کہ کچھ گروہ یا افراد ایک ہی قسم کے کیسز میں روزانہ کچہریوں میں کھڑے ہوتے ہیں اور مختلف لوگوں کو کھینچ کھینچ کر ان سے ان کا مال چھیننے کی کوشش کرتے ہیں۔ جج صاحبان ایسے لوگوں کو اچھی طرح پہچانتے ہیں۔ اگر ان لوگوں کی حوصلہ شکنی کی جائے تو یقینی طور پر بہت سے لوگوں کے عدالتوں کے چکر ختم ہو جائیں گے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

1. البقرۃ آیت نمبر ۲۰۔
   al-baqrah aayat number 20
2. قرطبی، الجام لاحکام القرآن جلد ۱ صفحہ ۲۷۴، دار الکتب المصریہ القاہرۃ ۱۹۶۱۔
   Qurtabi, Vol.1 P.274
3. البقرۃ آیت نمبر ۱۸۶۔
   al-baqrah aayat number 186
4. المائدۃ آیت نمبر ۳۔
   al-maida aayat number 3
5. صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج النیسابوری (م: ۲۶۱ھ)، تحقیق: محمد فواد عبد الباقی، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔ کتاب الامارۃ، ص: ۱۲۲۷۔
   Sahi Muslim Kitabul Imarat P. 1227
6. ابوداود، سنن، سلیمان بن الاشعث السجستانی (م: ۲۷۵ھ)، تحقیق: محمد محیی الدین عبد الحمید، المکتبۃ المصریۃ، صیدا۔ بیروت، کتاب الاقضیۃ، ص ۳۵۷۳۔
   Abdu Dawood, Kitabul Aqziya P. 3573
7. سنن ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی (م: ۲۷۳ھ) تحقیق: محمد فواد عبد الباقی، دار احیاء الکتب العربیہ، کتاب الحدود، باب اقامۃ الحدود، ص ۲۵۳۷۔
   Sanan Ibni Maja, Bab Iqamatul Hudood P. 2537
8. مجلۃ الاحکام العدلیۃ مادۃ ۱۴۴۹، یہ کتاب خلافت عثمانیہ میں قاضیوں کی آسانی کیلئے مرتب کی گئی، اور آج بھی فقہ حنفی کی ایک معتبر کتاب مانی جاتی ہے۔
   Al- Majjalha, Madah 1449
9. جامع الترمذی، محمد بن عیسیٰ الترمذی (م: ۲۷۹ھ)، تحقیق وتعلیق: احمد محمد شاکر، مصر، الطبعۃ الثانیۃ، کتاب الحدود، باب ماجاء فی درء الحدود، ص ۱۴۲۴۔
   Jamia Al Tarmizi, Bab Majjah Pe Darul Hudood, P. 1424
10. الطبرانی، ابوالقاسم، المعجم الکبیر، المکتبۃ الفیصلیۃ، بیروت، رقم الحدیث ۶۱۹۔
    Al Tibrani, Hadees No.619
11. سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۹۶۶۔
    Sanan Ibni Majjah Hadees No. 3966

12. ۔عبدالرزاق بن ھمام الصنعانی، مصنف عبدالرزاق،232/9 Abdur Razaq Bin Hamam Al Sanani No. 232/9

13. الاعراف:۵۴ al-araf aayat number 54

14. المائدہ:۴۴ al-maida aayat number 44

15. البیھقی احمد بن الحسین بن علی البیہقی: شعب الایمان، 470/1 دار الکتب العلیمة
Al Bihqi Ahmad Bin Al Hussain Bin Ali, Shuaib Al Iman. 470/1

16. جامع الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی معاشرة الناس،۱۹۸۷۔
Jamia Al Tarmizi, Bab Majjah Pi Musharitul Nas . 1987

17. البخاری رقم الحدیث5976 Al Bukhari Hadees No. 5976